باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱)

آج کل رمضان المبارک میں بعض حضرات خصوصاً سعودی عربیہ و دیگر عرب ممالک میں کام کرنے والے نوجوان صرف آٹھ رکعت تراویح پڑھکر مسجد سے نکل جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ بعض اہل عرب بھی آٹھ رکعت ہی پڑھتے ہیں، اگر آٹھ رکعت ثابت نہ ہوتیں تو وہ کیوں پڑھتے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اسلام کا انشاء عرب سے ہوا ہے۔

لہذا سوال یہ ہے کہ

(۱) کیا تراویح بیس رکعت ہیں یا آٹھ رکعت؟ قرآن و سنت و اجماع امت اور ائمہ کرام کی تصریحات کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

(۲) جو حضرات آٹھ رکعت پڑھکر نکل جاتے ہیں، کیا بقیہ رکعات تراویح کے ترک کرنے پر ان سے شرعاً کوئی مواخذہ ہوگا یا نہیں؟

(۳) ایسے حضرات کو اہل حدیث کہنا یا ان کا اپنے آپ کو اہل حدیث باور کروا کر جاہل عوام کو آٹھ رکعت کی طرف لانا درست ہے یا نہیں؟

(۴) نیز آٹھ رکعت پڑھ کر چلے جانے سے وتر کی جماعت بھی رہ جاتی ہے تو وتر کی جماعت کا ترک کر دینا خلاف سنت ہے یا نہیں؟

بینوا فتوجروا۔

مستفتی: سفیر اللہ ختر الی
متعلم جامعہ دار العلوم کراچی
درجہ سابعہ
موبائل نمبر: 0344-9702475

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) واضح رہے کہ دین نام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، آپ کے صحابہ کرام کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے تابعین، ائمہ کرام اور بزرگان دین کی اتباع کا، اپنی طرف سے کوئی راستہ گھڑ کر اس پر چلنے کا نام دین نہیں ہے۔ احادیث اور تعامل امت سے بیس رکعات نمازِ تراویح ثابت ہے، متعدد روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیس رکعات تراویح پڑھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات خلفاء راشدین سمیت حضرات صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، سلف صالحین اور علماء امت کا تراویح کی بیس رکعات پر عمل رہا ہے، ائمہ اربعہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی حضرت امام احمد بن حنبل میں سے کسی کے ہاں بھی بیس رکعات سے کم نہیں، بلکہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ اگر چھتیس رکعات پڑھی جائے تو اور زیادہ اچھی بات ہے اور عہد صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین کے دور مبارک میں بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

اس تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ مختلف دلائل کی رو سے بیس رکعت تراویح سنتِ مؤکدہ ہیں۔

۔ بطور نمونہ چند دلائل پیش خدمت ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعات تراویح پڑھی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ '': بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے'' بعض روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھی۔

فی مسند عبد بن حمید :۱ / ۲۱۸ :عن بن عباس قال : کان رسول اللہ صلى اللہ علیہ و سلم یصلي في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث

وفی مصنف ابن أبي شيبة - ترقيم عوامة - (۲ / ۳۹۴)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

ایک اور روایت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بیس رکعات نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بیس رکعات تراویح جماعت کے ساتھ بھی پڑھائی، یعنی انفرادی طور پر بھی بیس رکعت پڑھنے کا اہتمام فرمایا اور جماعت کے ساتھ بھی بیس رکعات پڑھانے کا اہتمام فرمایا البتہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھانے کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا

امت
بلکہ کچھ ایام جماعت کے ساتھ پڑھانے کے بعد اس ڈر سے جماعت کا اہتمام ترک فرمایا کہ امتی پر جماعت تراویح کو لازم اور فرض نہ کردیا جائے اور پھر امتی اسے نبھانہ سکیں پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور امتی پر لازم وفرض ہونے کا خدشہ دور ہوگیا تو خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم نے صحابہ کرام کی ایک جم غفیر کی موجودگی میں حضرت ابی ابن کعب کو تراویح کی امامت کے لئے نامزد فرمایا اس وقت اجلہ صحابہ کرام میں سے حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عباس، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت طلحہ حضرت زبیر، حضرت معاذ کے علاوہ مہاجرین وانصاری صحابہ کرام کے ایک جم غفیر موجود تھے، ان تمام حضرات نے بلا نکیر حضرت عمر کی تائید کی اور اسی کو جاری ورائج کیا، اور یہ تمام حضرات ہمیشہ بیس رکعات تراویح پابندی سے پڑھتے رہیں، صرف یہی نہیں کہ سب حضرات نے حضرت فاروق اعظم کی تائید وموافقت کی بلکہ بہت سے حضرات نے اس فعل کو سراہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی تعریف کی، ان کیلئے دعا خیر کی نیز ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالی حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسے حضرت عمر نے ہماری مسجدیں روشن کیں۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میرے طریقہ اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہوں گے ان کے طریقہ کو لازم پکڑو۔

ان تمام باتوں کے لئے مندرجہ ذیل روایات اور آثار کو غور سے پڑھئے۔

سنن بیہقی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''بے شک آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بلا جماعت بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔''

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر (سنن بیہقی ص۴۹۶ ج۲)

حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام رافعی کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ:

''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رات بیس رکعت تراویح پڑھائی جب تیسری رات ہوئی تو لوگ جمع ہوئے مگر آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لائے پھر صبح کو فرمایا مجھے خیال ہوگیا کہ تم پر فرض ہو جائے گی تو تم اسکو نبھانہ سکو گے''

انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعة لیلتین، فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمعا الناس فلم یخرج الیہم ثم قال من الغد انی خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقوںہا

حافظ ابن حجر اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "متفق علی صحتہ" اس کی صحت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ (تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر ص۱۱۹ ج۱)

علامہ طحطاوی طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں:" فعلی ہذا یکون عشرون ثابتا من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی حدیث ابن عباس کی بناپر بیس رکعت نمازِ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہیں۔ (طحطاوی علی الدر المختار: ص۴۶۸، ج۱)

فقہ حنبلی کی مشہور کتاب روض الریاض میں ہے :

"تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے اس حدیث کی بناپر جو ابو بکر عبد العزیز شافعی نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے"

والترویح سنة مؤکدة عشرون رکعة بما روی ابو بکر عبد العزیز الشافعی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی شہر رمضان عشرین رکعة[(ونحوہ فی فتاوی قاضی خان ص۱۱۰) (روض الریاض علی فقہ الحنبلی)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی تراویح کی نماز بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے۔

بخاری اور مسلم نے حضر عبد الرحمٰن بن عبد قاری کی سند سے نقل کیا ہے کہ: "رمضان کی ایک شب کو میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ صحابہ کرام متفرق جماعتوں میں بٹے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے، اور کوئی امام بناہوا ہے کچھ صحابہ اسکے ساتھ شریک ہوگئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو بہت بہتر اور افضل ہو، چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر فرمایا اور سب کو ایک ساتھ کردیا، فجمعہم علی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ -(بخاری شریف ص۲۶۹، ج۱- باب فضل من قام رمضان)

سنن بیہقی میں ہے حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں رمضان میں ۲۰ رکعات پڑھا کرتے تھے''

[عن سائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب فى شهر رمضان بعشرين ركعة لخ](بيهقى ص٤٩٦، ج٢)
(نصب الرايه ص٢٩٤،ج١)

نیز بیہقی ہی میں ہے حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں تئیس ۲۳ رکعات (۲۰ تراویح اور تین وتر کی) پڑھا کرتے تھے''

عن يزيد بن رومان نه قال: كان الناس يقومون فى زمان عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى رمضان بثلاث وعشرين ركعة
(سنن بیہقی ص۴۹۶، ج۲، موطاامام مالک ص۴۰)

حضرت یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا''

[عن يحيى بن سعيد ن عمر بن الخطاب مر رجلا يصلى بهم عشرين ركعة] (ابن بى شيبة فى مصنفه)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

''حضرت ابی بن کعب مدینہ میں لوگوں (صحابہ وتابعین) کو رمضان میں بیس رکعات پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے''

عن عبد العزيز بن رفيع رحمه الله قال: كان ابى بن كعب يصلى بالناس فى رمضان بالمدينة عشرين ركعة، ويوتر بثلاث
(ابن ابى شيبة فى مصنفه)

حضرت ابوالخطیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: مشہور تابعی) حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں ہماری امامت کیا کرتے تھے، اور ہمیں پانچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے''.

[عن ابى الخطيب رحمه الله تعالى قال: كان يؤمنا سويد بن غفلة فى رمضان فيصلى خمس ترويحات، عشرين ركعة]
(البيهقى ص٤٩٦، ج٢)

حدیث کی مشہور کتاب کنز العمال میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگوں (صحابہ وتابعین) کو بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔'' فصلی بھم عشرین رکعۃ'' پس انہوں نے لوگوں (صحابہ وتابعین) کو بیس رکعت پڑھائی۔ (کنز العمال ص ۲۸۴)

(۲) بیس رکعات تراویح سنتِ مؤکدہ ہیں، لہٰذا جو شخص بغیر کسی معتبر عذر کے انکو یا ان میں سے بعض کو ترک کریگا وہ ترکِ سنت کا مرتکب ہوگا اور ان نمازوں کے اجر وثواب سے بھی بلاشبہ محروم ہوا۔

(۳) اپنے آپکو اہلِ حدیث باور کرواکر لوگوں کو بیس تراویح پڑھنے سے روکنا ہرگز درست نہیں۔

(۴) رمضان المبارک میں نمازِ وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت ہے، لہٰذا بلاعذر جماعتِ وتر کو ترک کرنا اسکے اجر وثواب سے اپنے آپکو محروم کرنا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۳۰ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفراللہ
۱/۳/۱۴۳۴ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۳۴/۱۵۰۰
مورخہ ۳۴/۳/۲
۲۰۱۳/۴/۱۵

00104

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استفتاء

کیا ۲۰ تراویح حدیث سے ثابت ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھیں اگر نہیں پڑھی جاتی تھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے زمانے میں کیوں پڑھی جاتی تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے کن وجوہات کی بنا پر ۲۰ تراویح شروع کیں؟

تراویح کی تعداد کے بارے میں حدیث کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

حافظ ناظر علی فاروقی

دودہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا ڈاکخانہ خاص دودہ

الجواب حامداً ومصلیاً:

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ مجتہدین، سلف صالحینؒ اور علمائے امت کا تراویح کی بیس رکعات پر عمل رہا ہے اور احادیث و آثار صحابہؓ سے بھی بیس رکعات تراویح ثابت ہیں۔ نیز ائمہ اربعہ، بیت امت کے ائمہ جلیل القدر محدثین، فقہاء امت، علماء کرام اور بزرگان دین اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔

تمہید: بیس تراویح کے دلائل سے پہلے چند باتیں تمہیداً عرض کی جاتی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے براہِ راست تربیت یافتہ تھے، مزاج شناس وحی اور مزاج شناس نبوت تھے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے علم و عمل اور فہم دین پر کامل اعتماد تھا قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص میں اس اعتماد کا اظہار فرمایا ہے۔

﴿۱﴾اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿والسابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه﴾. (سورة التوبه ۹/۱۰۰)

اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے (معارف القرآن ج ۴ ص ۴۴۸)

اس آیت سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ مہاجرین وانصار کی اتباع اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿۲﴾ ﴿محمد رسول الله. والذين معه اشدآءُ على الكفار رحمآءُ بينهم تراهم ركعاً سجّداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً﴾. (الفتح ۴۸/۲۹)

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب: آپ ان کو رکوع وسجود میں دیکھیں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورضا کے طالب ہیں۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کرامؓ کی عبادت واخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

﴿۳﴾حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کا طریقہ لازم پکڑو۔ اس پر عمل کرو اور اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی ص ۹۶ ج ۲۔ ابوداؤد ص ۲۷۹ ج ۲ باب لزوم السنۃ۔ وقال الترمذی حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱)

﴿۴﴾حضرت حذیفہؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ادرى ما بقائى فيكم اقتدوا بالذين من بعدى ابى بكرؓ وعمرؓ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہونگا میرے بعد حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی پیروی کرنا۔ (ترمذی ص ۲۰۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۶۰، کتاب الکنی جزء من التاریخ الکبیر للامام البخاری)

۹،ص۵۰،مسند الامام احمد بن حنبل ۳۸۲/۵،بیہقی ۱۵۳/۸)

﴿۵﴾ وعن ابن مسعود قال من کان مستناً فلیستنّ بمن قد مات فان الحی لاتومن علیه الفتنة اولـئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة ابرّها قلوباً واعمقها علماً واقلّها تکلّفاً اختارهم الله لصحبة نبیّه ولا قامةدینه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علی اثرهم وتمسّکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم رواه رزین (کمافی مشکوٰۃ المصابیح ج۱ص۳۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔جو شخص کسی طریقہ کی پیروی کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کی راہ اختیار کرے جو مر گئے ہیں کیونکہ زندہ آدمی (دین میں) فتنہ سے محفوظ نہیں ہوتا اور وہ لوگ جو مر گئے ہیں (اور جن کی پیروی کرنی چاہیے) آنحضرت ﷺ کے اصحاب ہیں، جو امت کے بہترین لوگ تھے،دلوں کے اعتبار سے انتہا درجہ کے نیک،علم کے اعتبار سے انتہائی کامل اور بہت کم تکلف کرنے والے تھے۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی نشر و اشاعت کے لئے انتخاب کیا تھا،لہذا ان کے فضل کو مانو اور ان کے نقشِ قدم کی پیروی کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے اخلاق و کردار کو اپناؤ اس لئے کہ وہ صحیح راستے پر تھے

﴿۶﴾قال علیه الصلاة والسلام انّ الله لا یجمع امتی علی الضلالة

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا

(الترمذی:۲۱۶۸،المستدرک للحاکم حدیث:۳۹۷)

﴿۷﴾قال علیه السلام :اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر.

آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد ابوبکر،عمر(رضی اللہ عنھما) کی اقتدا کرو:(الترمذی۳۶۶۲،۳۸۰۵،ابن ماجہ حدیث:۸۶،احمد بن حنبل ۳۸۵/۵،۳۹۹،۴۰۲،الحلیۃ ۱۰۹/۹،المستدرک للحاکم: حدیث:۴۴۵۱،۴۴۵۶)

﴿۸﴾عن حذیفة قال قالوا یا رسول الله لو استخلفت قال ان استخلفت علیکم فعصیتموه عُذّبتم ولکن ما حدّثکم حذیفة فصدّقوه وما اقرأکم عبد الله فاقرءوه رواه الترمذی (فی مشکوٰۃ المصابیح : ص ۵۷۹)

اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) اگر آپ اپنے سامنے ہی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرما دیتے تو اچھا ہوتا (یا یہ معنیٰ ہیں کہ: یا رسول اللہ (ﷺ) اگر آپ خود کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرماتے تو وہ کون ہوتا؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو تمھارے اوپر خلیفہ مقرر کر دوں اور پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم عذاب میں پکڑے جاؤ گے، تاہم (میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ) حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سے جو کچھ کہیں یا جو حدیث بیان کریں اس کو سچ جانو اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم کو جو کچھ پڑھائیں اس کو پڑھو۔ (ترمذی)

﴿۹﴾ عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من نبیّ الاّ و له وزیران من اھل السّماء ووزیران من اھل الارض فامّا وزیرای من اھل السّماء فجبرائیل ومیکائیل وامّا وزیرای من اھل الارض فابو بکر وعمر رواہ الترمذیّ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۰)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے دو وزیر آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں۔ پس آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر تو ''جبرئیل'' اور ''میکائیل'' ہیں۔ اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ (ترمذیؒ)

﴿۱۰﴾ وعن عمر بن الخطاب قال سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول سالت ربّی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الیّ یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السّماء بعضها اقوٰی من بعض ولکلّ نور فمن اخذ بشیءٍ ممّا ھم علیه من اختلافھم فھو عندی علیٰ ھدًی قال وقال رسول اللہ ﷺ اصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم رواہ رزین (فی مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۴)

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے اپنے پروردگار سے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان اختلاف کے بارے میں پوچھا جو (شریعت کے فروعی مسائل میں) میرے بعد واقع ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ مجھ کو آگاہ کیا کہ اے محمد (ﷺ)! حقیقت یہ ہے کہ تمھارے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میرے نزدیک ایسے ہیں جیسے آسمان پر ستارے، (جس طرح) ان ستاروں میں سے اگرچہ بعض زیادہ قوی یعنی زیادہ روشن ہیں

لیکن نور (روشنی) ان میں سے ہر ایک میں ہے (اسی طرح صحابہؓ میں سے ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق اور ہدایت رکھتا ہے) پس جس شخص نے (علمی و فقہی مسائل میں) ان اختلاف میں سے جس چیز کو بھی اختیار کر لیا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہے" حضرت عمرؓ کہتے ہیں، اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں (پس تم انکی پیروی کرو) ان میں سے تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔ (رزین)

﴿۱۱﴾ وعن معاذ بن جبل لمّا حضره الموت قال التمسوا العلم عند اربعة عند عويمر ابی الدرداء وعند سلمان وعند بن مسعود وعند عبد الله بن سلام الذی کان یهودیا فاسلم فانّی سمعت رسول الله ﷺ یقول انه عاشر عشرة فی الجنّة رواه التّرمذیّ (فی مشکوٰة المصابیح ص ۵۷۹)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ علم چار آدمیوں سے حاصل کرو: عویمرؓ سے جن کی کنیت ابو درداءؓ ہے، سلمان فارسیؓ سے، عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور عبد اللہ بن سلامؓ سے جو یہودی تھے۔ اور پھر انہوں نے اسلام قبول کیا میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے دس شخصوں میں سے دسواں شخص ہے (ترمذیؒ)

﴿۱۲﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله ﷺ ان الله جعل الحق علی لسان عمرؓ وقلبه. رواه الترمذی وفی روایة ابی داؤد عن ابی ذرّ قال ان الله وضع الحق علی لسان عمر یقول به

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(مستدرک الحاکم ج ۳: ۴۵۰۱ حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ بھذہ السیاقۃ، ترمذی: ۳۶۸۲، کنز العمال ج ۱۱ ص ۵۷۳، ۵۷۴، حدیث ۳۲۷۱۴، ۳۲۷۱۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

﴿۱۳﴾ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: خیر امتی قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ

لوگ جو ان کے متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں (تبع تابعینؒ)
(بخاری شریف ص ۵۱۵ ج ۱ باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۳، ابو داود ص ۲۸۴ ج ۲ باب فی فضل اصحاب النبی ﷺ)

﴿۱۴﴾ ان الله اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیون و المرسلین

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام جہان والوں پر پسند فرمایا۔ (کنز العمال ج ۱۱ حدیث: ۳۲۰۹۴)

کتاب وسنت کی ان نصوص وہدایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفاء راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں۔ ائمہ اربعہؒ اور جمہور علماء اسلام ہمیشہ صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں بے شمار جگہ آثار صحابہؓ و تابعین کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

اب **بیس رکعات تراویح** کے دلائل پیش کیے جاتے ہیں، چند احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوال ائمہؒ درج ذیل ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس ۲۰ رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

"حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا ابراهیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما: ان رسول الله ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة و الوتر" (مصنف ابن ابی شیبه: ۲/۳۹۴، بیهقی ۴۹۶ ج ۲، المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۳۹۳، مسند عبد بن حمید ص ۲۱۸ حدیث: ۶۵۳، اوجز المسالک، ج ۲ ص ۳۰۵، نصب الرایة ج ۲ ص ۱۵۳، کشف الغمه للامام الشیخ عبد الوهاب الشعرانی فصل فی التراویح ج ۱ ص ۱۲۱)

(ف) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مرفوع حدیث اگر چہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے تاہم صحابہ کرامؓ وتابعینؒ کے بیس رکعات پر عملی اجماع (جو کہ آئندہ صفحات میں مذکور ہے) سے اس کی بنیاد صحیح ثابت ہوتی ہے۔

﴿۲﴾- حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام رافعی کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بیس رکعات نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بیس رکعات تراویح جماعت کے ساتھ بھی پڑھائی البتہ جماعت کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا تا کہ جماعتِ تراویح امت پر لازم وفرض نہ ہو جائے اور امت اسے نبھا نہ سکے۔

قال فی تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر: ۵۰۹/۲

• ۵۴۰ حدیث: انه صلی الله علیه وسلم صلی بالناس عشرین رکعة لیلتین فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمع الناس فلم یخرج الیهم ثم قال من الغد: خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقوها.

﴿۳﴾- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات نبی علیہ الصلاۃ والسلام باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چوبیس رکعت (۴ فرض اور ۲۰ تراویح) پڑھائیں اور تین وتر پڑھائے۔

عن جابر بن عبد اللهؓ قال: خرج النبی ذات لیلة فی رمضان فصلی الناس اربعة وعشرین واوتر بثلاثة.

(تاریخ جرجان لابی قاسم حمزة قاسم یوسف السهمی ص ۳۱۷)

اب دیکھنا یہ ہے کہ امت کا اجماعی عمل ان احادیث پر ہے یا نہیں، تو پوری امت کا ان احادیث پر عمل ہے اور امت کا اجماع ہے کہ تلقی بالقبول سے حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔

﴿۴﴾- حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھائے۔

عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلاً یصلی بهم عشرین رکعة (مصنف ابن ابی شیبه

۲/ص ۳۹۳ ،آثار السنن حدیث : ۷۸۰،اعلاء السنن ج۷ص ۶۰)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود، امام ابن ماجہ، اور امام نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اساتذہ میں سے ہیں (تہذیب التہذیب ج۶ص۲)

﴿۵﴾ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رمضان میں رات کو لوگوں کو نماز پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ لوگ دن میں روزہ تو رکھتے ہیں لیکن اچھی طرح قراءت نہیں کر سکتے اگر تم رات کو ان پر قرآن پڑھا کرو تو اچھا ہو، حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین پہلے ایسے نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے بھی معلوم ہے تاہم یہ ایک اچھی چیز ہے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں۔

عن ابی بن کعب ان عمر بن الخطاب امره ان یصلی باللیل
فی رمضان فقال ان الناس یصومون النهار ولا یحسنون ان
یقروا فلو قرات علیهم باللیل فقال یا امیر المؤمنین هذا شئ
لم یکن فقال قد علمت ولکنه حسن فصلی بهم عشرین رکعة

رواه ابن منیع (کنز العمال ج۸ص۴۰۹ حدیث:۲۳۴۷۱،اوجز المسالک ج۲:ص۳۰۶)

﴿۶﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی حدیث: فرماتے ہیں ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

قال کنّا نقوم فی زمان عمرؓ بعشرین رکعة

(اخرجه البیهقی فی معرفة الآثار والسنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصہ" میں فرماتے ہیں: اسنادہ صحیح

(اعلاء السنن ج۷ص۶۰،نصب الرایہ:۱۵۴ج۲،مرقاۃ شرح المشکوٰۃ ج۳ص۳۸۲)

﴿۷﴾۔ محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ فاروقی میں لوگ رمضان میں بیس تراویح پڑھتے تھے جن میں خوب لمبی قراءت کرتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان

عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة ویطیلون

فیها القرائة ویوترون بثلاث.

(مختصر قیام اللیل ص ۹۵ للمقریزیؒ، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۸﴾ - حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ مدینہ میں لوگوں (صحابہؓ وتابعینؒ) کو رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

عن عبد العزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی

بالناس فی رمضان بالمدینه عشرین رکعة ویوتر بثلاث

(مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص ۳۹۳، آثار السنن حدیث:

۷۸۱، اعلاء السنن ج۷ص ۲۰)

﴿۹﴾ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعبؓ پر جمع فرمایا اور وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ الحدیث

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن

کعب رضی الله عنه فکان یصلی بهم عشرین رکعة

(ابوداؤد ج ا ص ۲۰۲ باب القنوت فی الوتر فی الصلاۃ، سیر اعلام النبلاء ج ا ص ۴۰۰)

﴿۱۰﴾ - یزید بن رومانؒ کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تئیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح، تین وتر)

عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان

عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة.

(موطا امام مالک ج ا ص ۹۸، نصب الرایۃ ج ۲ ص ۱۵۴، فی السنن للبیہقی ۲/ ۴۹۶، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۲، ۳۰۴، معرفۃ السنن والآثار حدیث: ۵۴۱۱، بدایۃ المجتہد الباب الخامس ج ا ص ۱۶۵، فتح الباری ج ۴ ص ۲۵۳، شرح المہذب ج ۴ ص ۳۳، آثار السنن حدیث: ۷۷۹، اعلاء السنن ج ۷ ص ۴۷، مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۹۵، المغنی لابن قدامہ ج ا ص ۷۹۹)

﴿۱۱﴾ یزید بن خصیفہؒ سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں کہ وہ لوگ تراویح میں کئی سو آیتیں پڑھتے تھے، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں شدت قیام کیوجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون
علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان
بعشرین رکعة قال وکانوا یقرأون بالمئین وکانوا یتوکئون
علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله عنه من شدة القیام
(بیہقی ص۴۹۶ ج۲، معرفۃ السنن والآثار ج۴ ص۴۲، مختصر قیام اللیل
ص۹۵ للمقریزی، اوجز المسالک ج۲ ص۳۰۵، ارشاد الساری شرح بخاری ج۳
ص۵۷۸، شرح المہذب ج۴ ص۳۲،۳۳)

متعدد حفاظ محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب ''خلاصہ'' میں محدث ابن العراقیؒ نے ''شرح التقریب'' میں، علامہ سیوطیؒ نے ''المصابیح'' میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے (اوجز المسالک ج۲ ص۳۰۵، حاشیہ آثار السنن ص۲۵۱۔ اعلاء السنن ج۷ ص۶۰)

﴿۱۲﴾ حضرت یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس ۲۰ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔

عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب امر رجلاً یصلی
بهم عشرین رکعة اسناده مرسل قوی قاله النیموی
(اوجز المسالک ج۲ ص۳۰۵)

حضرت عمرؓ کا حکم، حدیث مرفوع۔

مذکورہ بالا روایات میں سے بعض روایات میں حضرت سیدنا عمرؓ نے بیس تراویح کا حکم فرمایا، اب قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیس تراویح کا حکم کیوں فرمایا؟ نہ اس سے کم نہ زیادہ، کوئی نماز کتنی تعداد میں پڑھی جائے اور کس طرح

پڑھی جائے؟ یہ کوئی عقلی چیز نہیں کہ عقل سے سوچ کر آدمی بتادے۔ نماز کا طریقہ، نماز میں رکعتوں کی تعداد، یہ وہ امور ہیں کہ جن میں عقل واجتہاد کا ذرا بھی دخل نہیں، حضرت عمرؓ نے جو بیس رکعتوں کا حکم دیا اور حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ سمیت تمام صحابہؓ نے اسے تسلیم کیا۔ وہ سوائے اس کے نہیں ہوسکتا کہ خود حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کا قول یا فعل اسی طرح سنا اور دیکھا تھا۔ بغیر حضور ﷺ کے قول یا فعل سے بلا کمی بیشی از خود بیس رکعتوں پر اجماع کر لینا اور اسے متفقہ طور پر تسلیم کر لینا، ممکن نہیں، کیونکہ یہ عقلی اور اجتہادی چیز نہیں تھی کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہی رہیں گی، نہ اس سے کم ہوں، نہ زیادہ اور کسی ایسے میں کسی بھی صحابی کا قول وفعل جس میں اجتہاد کو دخل نہ ہو، حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔

چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے کہ صحابی کا وہ قول بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، جسے اس نے اسرائیلیات سے نہ لیا ہو، نہ اس میں اجتہاد کی گنجائش ہو، نہ اس کا تعلق کسی لغت کے بیان یا کسی نامانوس لفظ کی شرح سے ہو...... وہ حدیث مرفوع کے حکم میں اس لئے ہے کیونکہ صحابہ کرام کی اس قسم کی خبریں کسی خبر دینے والے کو چاہتی ہیں، جب اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں تو کہنے والے کیلئے کوئی واقفیت اور اطلاع کی جگہ ہوگی جہاں سے اس نے یہ بات حاصل کی ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی واقفیت کی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کوئی نہیں۔ (فی شرح نخبۃ الفکر ص ۷۶ میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی)

مایقول الصحابی الذی لم یاخذ من الاسرائیلیات مالا
اجتهاد فیه و لا له تعلق ببیان لغة او شرح غریب ....
و انما کان له حکم المرفوع لانه اخباره بذالک یقتضی
مخبرا له وما لا مجال للاجتهاد فیه یقتضی موقفا للقائل به
و لا موقف للصحابه الا النبی صلی الله علیه وسلم الخ

قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو بیس رکعات کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات معلوم تھی؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعت کو ایجاد کرنے والے نہ تھے (یعنی بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس

۱۲

رکعتوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات ضرور معلوم تھی ورنہ وہ اپنی طرف سے بیس کی تعیین نہ کر دیتے)

سئل ابو یوسف ابا حنیفة رحمهما الله تعالیٰ
هل كان لعمر رضی الله تعالیٰ عنه عهد من النبی صلی الله
علیه وسلم فی عشرین رکعة فقال ابو حنیفة رحمة الله تعالی
لم یکن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مبتدعاً.
(البحر الرائق ج ۲ ص ۱۱۷، فیض الباری شرح بخاری ج ۲ ص ۴۲۰، مراقی الفلاح ص ۱۵۹)

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور

﴿۱۳﴾......حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی، اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ص ۴۹۶ ج ۲، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۲، اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰، شرح المہذب ج ۴ ص ۳۳)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور

﴿۱۴﴾۔حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان میں قراء حضرات کو بلایا اوران میں سے ایک کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور وتر کی جماعت خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کراتے تھے۔

عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علیؓ قال دعا القراء فی
رمضان فامر منهم رجلاً ان یصلی بالناس عشرین رکعة
قال وکان علیؓ یوتر بهم (بیهقی ج ۲ ص ۴۹۶
، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۱۵﴾۔حضرت ابوالحسناءؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔

عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء ان علیاً امر رجلاً
یصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة.

(بیهقی ج ۲ ص ۴۹۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، کنز العمال ۸/۲۳۴۷۴، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

﴿۱۶﴾- حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعتیں پڑھائے۔ (اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

﴿۱۷﴾- حضرت زید بن وہبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہم کو رمضان میں تراویح پڑھا کر فارغ ہوتے تو ابھی رات ہی ہوتی تھی امام اعمش فرماتے ہیں کہ وہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

عن زید بن وهب قال كان عبد الله يصلي بنا في شهر رمضان فينصرف و عليه ليل قال الاعمش كان يصلي عشرين ركعة ويوتر بثلث:

(تحفۃ الاحوذی ج ۲، ص ۷۵، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۷ ج ۱۱، مختصر قیام اللیل للمقریزیؒ ص ۹۵، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۱۸﴾- جلیل القدر تابعی مفتی مکہ مکرمہ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے بیان کیا میں نے لوگوں (صحابہؓ وغیرہ) کو مع وتر کے مکہ مکرمہ میں تیئس رکعتیں پڑھتے ہوئے پایا۔

قال عطاء بن ابی رباح: ادركت الناس وهم يصلون ثلاث وعشرين ركعة بالوتر واسناده حسن.

(آثار السنن حدیث: ۷۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳ اسنادہ حسن، ایضاً فی فتح الباری ج ۴ / ۲۵۳، مختصر قیام اللیل للمقریزیؒ ص ۹۵، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵)

﴿۱۹﴾- حضرت ابوالخصیبؒ کا بیان ہے کہ (مشہور تابعی) حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان میں ہماری امامت کیا کرتے تھے اور ہمیں پانچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے۔

عن ابی الخصیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیه قال: كان يؤمنا سويد بن غفلة في رمضان فيصلي خمس ترويحات عشرين ركعة.

(فی السنن للبیھقی سند حسن : ۲/ ۴۹۶،آثار السنن حدیث:۷۸۳)

(ف) حضرت سوید بن غفلۃ رحمۃ اللہ علیہ خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت بلال، حضرت ابی ابن کعب، حضرت ابو ذر، حضرت ابوالدرداء، حضرت سلمان بن ربیعہ، حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تلمیذ خاص تھے اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۷۸)

﴿۲۰﴾۔حضرت نافع مولی ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہمیں ابن ابی ملیکہؒ رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھاتے۔

عن نافع مولی ابن عمر قال کان ابن ابی ملیکۃ یصلی

بنا فی رمضان عشرین رکعۃ. و اسنادہ صحیح

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳،آثار السنن:حدیث : ۷۸۴،اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵،عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

(ف) ابن ابی ملیکہ مشہور تابعیؒ ہیں اسّی صحابہؓ کی زیارت وملاقات کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ، ام سلمہؓ، عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ (تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

﴿۲۱﴾۔امام حماد حضرت ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہؓ تابعینؒ وتبع تابعینؒ) رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) ہی پڑھایا کرتے تھے

"عن حماد عن ابراھیم ان الناس کانوا لیصلون خمس

ترویحات فی رمضان" (کتاب الآثار لابی یوسفؒ ص ۴۱)

﴿۲۲﴾۔حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ (جو کبار تابعین سے تھے اور حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی، حضرت ابن عمر، حضرت اسماء بن الحکم الفزاری، سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنھم کے شاگرد تھے) ہمیں رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

"عن سعید بن عبید ان علی بن ربیعہ کان یصلی

بھم فی رمضان خمس ترویحات ولیوتر بثلاث"

(اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۳۹۳، آثار السنن حدیث: ۷۸۵، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۲۰)

﴿۲۳﴾۔ بیہقی میں ہے حضرت شتیر بن شکلؒ تابعی (حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت حفصہ، ام حبیبہ رضی اللہ عنھم کے شاگرد) رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر کی امامت فرمایا کرتے تھے۔

عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی رضی اللہ
عنہ انہ کان یؤمھم فی رمضان بعشرین رکعۃ والوتر
بثلاث، وفی ذلک قوۃ.

(السنن للبیھقی: ۲/ ۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲ اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۶، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۱۱)

﴿۲۴﴾۔ حضرت امام ترمذیؒ جو صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے مشہور امام ہیں اپنی کتاب ترمذی شریف میں بیان فرماتے ہیں۔ اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سمیت دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو یہ مروی ہے کہ ان حضرات نے بیس رکعات (تراویح) پڑھی ہیں یہی قول حضرت سفیان ثوریؒ اور ابن المبارک اور حضرت امام شافعیؒ کا ہے نیز امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات ہی پڑھتے ہوئے پایا۔

واکثر اھل العلم ما روی عن علی وعمر وغیرھما من
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ
وھو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی
وقال الشافعیؒ ھکذا ادرکت ببلادنا بمکۃ یصلون
عشرین رکعۃ. (السنن للترمذیؒ: ۱/ ۱۶۶)

﴿۲۵﴾۔ حضرت ابوالبختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے کہ رمضان المبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعات) پڑھاتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

انہ کان یصلی فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث:

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۹۳، اوجز المسالک

ج ۲ ص ۳۰۶، عمدة القاری ج ۱۱ ص ۱۲۷)

﴿۲۶﴾ - ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد) کا عمل مروی ہے کہ حضرت حارث ماہ رمضان میں رات کو لوگوں کو بیس رکعات پڑھاتے تھے اور دعا قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

عن ابی اسحاق عن الحارث انه کان یوم الناس فی
رمضان باللیل بعشرین رکعة یوتر ویقنت قبل الرکوع
(مصنف ابن ابی شیبه ج ۲ ص ۳۹۳ او جز السمالک ج ۲ ص ۳۰۶)

﴿۲۷﴾ - حضرت یونس سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن الاشعث کے فتنہ (۸۳ھ) سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرہ، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہم اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (۲۰ رکعات) پڑھاتے تھے اور جب آخری عشرہ آتا تو ایک ترویحے کا اضافہ کر دیتے تھے اور رمضان کے دوسرے نصف میں قنوت پڑھتے تھے اور دو مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

قال یونس ادرکت مسجد الجامع قبل فتنة ابن
الاشعث یصلی بهم عبد الرحمٰن بن ابی
بکرة وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی
کانوا یصلون خمس تراویح فاذا دخل العشر
زادوا واحدة ویقنتون فی النصف الاخر ویختمون
القرآن مرتین (مختصر قیام اللیل للمقریزی ۹۲)

﴿۲۸﴾ - علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ بیس رکعات تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہل کوفہ (احناف و دیگر محدثین وفقہاء کرام) امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ حضرت ابی ابن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

وهو قول جمهور العلماء وبه قال الکوفیون والشافعی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب

واکثر الفقہاء وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر
خلاف فی الصحابۃ. (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۱۱)

﴿۲۹﴾-علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا بیس رکعات تراویح پر اجماع واتفاق ہے۔
اجمع الصحابۃ علی انّ التراویح عشرون رکعۃ.
(مرقاۃ شرح المشکوٰۃ باب قیام شھر رمضان ص ۳۸۲ ج ۳)

﴿۳۰﴾-محدث ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نماز تراویح بیس رکعات کے دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا۔ کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات پڑھائے۔ یہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔
وعن علیؓ انہ امر رجلاً یصلی بھم فی رمضان
عشرین رکعۃ قال ھذا کالاجماع.
(المغنی ج ۱ ص ۷۹۹، اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۴)

﴿۳۱﴾-علامہ قسطلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح البخاری بیروت ص ۵۷۸ ج ۳ پر عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح پر صحابہؓ وتابعینؒ کا عمل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات تراویح کا واقعہ بمنزلہ اجماع کے ہے۔
وقد عدوا ما وقع فی زمن عمرؓ کالاجماع.

﴿۳۲﴾ بیہقی میں سند صحیح سے مروی ہے کہ اس بات پر اجماع ہوگیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم خلافتِ فاروقی میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے ایسے ہی خلافتِ عثمانی اور خلافت علی میں بھی۔
فصار اجماعا لما روی البیھقی باسناد صحیح انھم
کانوا یقومون علی عھد عمر بعشرین رکعۃ وعثمان
وعلی بمثلہ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۳ ص ۴۸۸،
تحفۃ الاخیار علی احیاء سنۃ سید الابرار ص ۱۰۳)

﴿۳۳﴾-بدایۃ المجتہد میں ہے کہ حضرت امام شافعیؒ امام ابوحنیفہؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور داؤد ظاہری اور حضرت امام مالکؒ نے اس بات کو اختیار فرمایا ہے کہ تراویح کی وتر کے علاوہ بیس رکعات ہیں۔

"فاختار مالک فی احد قولیہ و ابو حنیفہ والشافعی"

واحمد وداؤد القیام بعشرین رکعة سوی الوتر

(بدایة المجتهد: الباب الخامس ج ا ص ۱۶۵)

﴿۳۴﴾-امام شافعیؒ نے فرمایا جب لوگ تراویح جماعت سے پڑھیں تو بیس رکعات پڑھیں یہ مجھے زیادہ محبوب ہے۔

قال الشافعي :واحبّ اليّ اذا كانوا جماعة

ان يصلوا عشرين ركعة ويوترون بثلاث

(معرفة السنن والاثار ج۴ص ۴۰مختصر قيام الليل للمقريزى ص ۹۶)

﴿۳۵﴾-علامہ نووی شافعیؒ نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعات ہیں۔ ہمارا مذہب یہی ہے امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام داؤد ظاہریؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی قول مسلک نقل کیا ہے۔

مذهبنا: انها عشرون ركعة.....هذا مذهبنا

وبه قال ابو حنيفة واصحابه واحمد وداود

وغيرهم . القاضى عياض(المالكى) عن

جمهور العلماء.(قال فى شرح المهذب ص ۳۲ ج۴)

﴿۳۶﴾ - علامہ زعفرانی امام شافعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا: میں نے مکہ میں لوگوں کو تیئیس رکعتیں اور مدینہ میں انتالیس رکعتیں پڑھتے ہوئے خود دیکھا۔

"عن الزعفرانى عن الشافعى رحمه الله تعالىٰ رائيت الناس

يقومون بالمدينة بتسع وثلاثين وبمكة بثلاث وعشرين"

(فتح البارى : ۴/ ۲۵۳،قيام الليل للمقريزى ص ۹۶)

﴿۳۷﴾-حضرت علامہ سید محمد مرتضی زبیدی (متوفی ۱۲۰۵ھ) فرماتے ہیں کہ اس اجماع کی بناء پر جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا حضرت امام ابوحنیفہؒ امام نوویؒ امام شافعیؒ امام احمد اور جمہور

۱۹

علماء نے یہ مسلک اپنایا ہے (کہ تراویح بیس رکعات ہیں) اسی کو علامہ ابن عبدالبرؒ نے اختیار کیا ہے۔

اتحاف السادة المتقين ج۳ص ۷۰۰ قال العلامة
سيد محمد مرتضى الزبيدى المتوفى ۱۲۰۵"و
بالاجماع الذى وقع فى زمان عمر اخذ ابو حنيفة
والنووى والشافعى واحمد والجمهور واختاره ابن
عبد البر'

﴿۳۸﴾-امام مزنی حضرت امام شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا رمضان المبارک کے قیام میں مجھے بیس رکعتیں محبوب ہیں کیونکہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور لوگ مکہ مکرمہ میں (تراویح) ۲۰ رکعات ہی پڑھتے ہیں اور وتر تین رکعت۔

وقال الامام المزنى نقلاً عن الامام الشافعى "فاما قيام شهر
رمضان احب الىّ عشرون لانه روى عن عمر و كذالك
يقومون بمكة ويوترون بثلث. (مختصر المزنى ص ۲۱)

﴿۳۹﴾-حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی متوفی ۵۶۱ کا فرمان ہے کہ نماز تراویح نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام پھیرے اس طرح پانچ ترویحے ہونگے ہر چار رکعات تراویح کے بعد ایک ترویحہ

وصلوٰة التراويح سنة النبى ﷺ........وهى عشرون ركعة
يجلس عقب كل ركعتين ويسلم فهى خمس ترويحات كل
اربعة منها ترويحة .(غنية الطالبين مترجم ص ۳۶۸ و ص ۳۶۶، الغنية
ج۲ص۲۳، ۲۵بیروت)

﴿۴۰﴾-ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ امام ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) رحمہ اللہ کے نزدیک تراویح میں بیس رکعتیں مختار و پسندیدہ ہیں، اسی کے قائل ہیں سفیان ثوریؒ، امام ابو حنیفہ اور امام شافعیؒ بھی اور امام مالک چھتیس رکعات کے قائل ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اکٹھا کیا

٢٠

تو وہ لوگوں کو بیس رکعتیں ہی پڑھاتے تھے۔ پھر ابن قدامہؒ لکھتے ہیں کہ لیکن چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیس ہی رکعات مروی ہیں، اس لئے ہمیں اسی کی اتباع کرنی چاہیے خواہ کسی جگہ بھی رہیں۔ وکان اصحاب رسول الله ﷺ اولیٰ واحق ان یتبع۔

والمختار عند ابی عبد الله رحمه الله فیها عشرون رکعة
وبهذا قال الثوری وابو حنیفة والشافعی وقال مالک ستة
وثلاثون وتعلق بفعل اهل المدینة.
ولنا ان عمر لما جمع الناس علی ابی بن کعب کان یصلّی
بهم عشرین رکعة. (المغنی لابن قدامة ج ١ ص ٧٩٨، ٧٩٩
اوجز المسالک ج ٢ ص ٣٠٣، ٣٠٤)

﴿٤١﴾- علامہ ابن تیمیہؒ حنبلی متوفی ٧٢٨ھ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح ہوا کرتی تھیں اور حضرت ابی بن کعبؓ پڑھاتے تھے۔ پھر آگے بھی لکھ دیا ہے کہ عہد فاروقی میں اسی بیس رکعات پر تمام انصار ومہاجر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا تھا اور کسی نے بھی اس پر نکیر نہیں کی۔

فانه قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة
فی قیام رمضان ویوتر بثلاث فرأی کثیر من العلماء ان ذالک
هو السنة لانه اقامه بین المهاجرة والانصار ولم ینکره منکر.
(فی فتاوی ابن تیمیه ١١٢ ج ٢٣)

﴿٤٢﴾- عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیئیس رکعات پڑھنے کا حکم دیا جس میں سے تین وتر ہیں اس کے بعد یہ بھی بتا دیا کہ تمام بلاد اسلامیہ میں اسی پر عمل درآمد متعین ہو گیا۔

ثم ان عمر رضی الله عنه امر بفعلها ثلاثاً وعشرین
رکعة منها وتر واستقرا لامر علی ذالک فی الامصار.
(کشف الغمه ج ١ ص ١٢١ فصل فی التراویح)

﴿٤٣﴾- امام محمد غزالیؒ شافعی متوفی ٥٠٥ھ احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: تراویح بیس رکعات ہیں اور اس کے پڑھنے

کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

التراویح وھی عشرون رکعة وکیفیتھا مشھورة وھی
سنة مؤکدة.(احیاء علوم الدین ج ۱ ص ۲۰۱، ۲۰۲)

﴿۴۴﴾-علماء حنابلہ نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں اور اس میں مزید اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

وقال الحنابلة :والتراویح عشرون ولابأس
بالزیادة نصاً ای عن الامام احمد
(ارشاد الساری شرح البخاری ج ۳ ص ۵۷۸، تحفة
الاخیار علی احیاء سنة سید البرار ص ۱۰۲)

﴿۴۵﴾-فتاوی قاضی خان میں ہے: تراویح بیس رکعات سنت مؤکدہ ہے اس حدیث کی بناء پر جو ابوبکر عبدالعزیز نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بیس رکعات پڑھتے تھے۔

"والتراویح سنة مؤکدة عشرون رکعة بما روی ابوبکر
عبد العزیز الشافعی عن ابن عباس رضی الله عنھما ان
النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة"
(فتاوی قاضی خان فصل فی التراویح)

﴿۴۶﴾-شیخ احمد رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں جبکہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کی جماعت ایک کی اور حضرت ابی بن کعب کو امامت کے لئے نامزد فرمایا اس وقت حضرات صحابہ کرامؓ بکثرت موجود تھے ان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ حضرت ابن مسعودؓ حضرت عباسؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت معاذؓ اور ان کے علاوہ سب ہی حضرات مہاجرین وانصار موجود تھے کسی نے حضرت عمرؓ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ سب نے ساتھ دیا، ان کی تائید وموافقت کی اور اسی کو جاری اور رائج کیا اور ہمیشہ پابندی سے پڑھتے رہے بلکہ حضرت علیؓ نے اس پر حضرت عمرؓ کی تعریف فرمائی (ان کا شکریہ ادا کیا) اور ان کے لئے دعائے خیر کی (ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے) اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھردے جیسے انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میرے طریقہ اور خلفاء راشدین جو

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

نمبر شمار	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان

میرے بعد ہونگے ان کے طریقہ کو لازم پکڑو......اور تراویح کی بیس رکعت ہیں

"والصحابة حينئذ متوافرون منهم عثمان وعلي وابن
مسعود والعباس وابنه وطلحة وزبير ومعاذ وغيرهم من
المهاجرين والانصار وما رد عليه واحد منهم حتى ان
علياً اثنى عليه دعاله بالخير وقال نور الله مضجع عمر
كما نور مساجدنا وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي...... و
هي عشرون ركعة.

(اتحاف السادة المتقين ج۳ص ۲۹۲ بیروت)

﴿۴۷﴾ علامہ زین العابدینؒ بن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں صاحب کنزالدقائق فرماتے ہیں کہ "تراویح بیس رکعتیں ہیں" یہ تراویح کی مقدار کا بیان ہے اور یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک "میں حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ وتابعین) حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں تیس رکعتیں (مع وتر کے) پڑھتے تھے اور اسی پر شرق وغرب کے لوگوں کا عمل ہے۔

"وقوله عشرون ركعة بيان لكميتها وهو قول الجمهور
لما في المؤطا عن عزيد بن رومان قال كان الناس
يقومون في زمن عمر بن الخطاب بثلث وعشرين ركعة
وعليه عمل الناس شرقاً وغرباً"

(البحر الرائق ج۲ص۱۱۸ بیروت)

﴿۴۸﴾ علامہ علاالدینؒ الحصلفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں تراویح سنت مؤکدہ ہے مردوں اور عورتوں سب کے لئے اجماعاً کیونکہ اس پر خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہے اور تراویح بیس رکعتیں ہیں اور بیس کی حکمت یہ ہے کہ مکمِل یعنی تراویح مکمَّل یعنی فرائض مع الوتر کے برابر ہو جائیں (کیونکہ فرائض کی کل رکعتیں وتر ملا کر بیس بنتی ہیں)

(التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين

(للرجال والنساء) اجماعا ......(وهي عشرون ركعة)
حكمته مساواة المكمل للمكمل،
(الدر المختار مع حاشيه ردالمختار ج ۲ ص ۴۹۳ بیروت)

﴿۴۹﴾ علامہ ابن عابدین شامی حنفیؒ متوفی ج ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں صاحب درمختار کا قول کہ "تراویح بیس رکعتیں ہیں" یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے مشرق و مغرب میں۔

"قوله وهي عشرون ركعة وهو قول الجمهور وعليه عمل
الناس شرقاً وغرباً
(الدر المختار مع حاشيه ردالمحتار ج ۲ ص ۴۹۵ بیروت)

﴿۵۰﴾ شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفیؒ متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں اور جس تعداد پر رکعاتِ تراویح کا معاملہ مستقل ہوا اور صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ تعداد مشہور ہوئی وہ بیس رکعتیں ہیں اور یہ جو مروی ہے کہ تراویح تئیس رکعتیں ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تراویح کے ساتھ وتر ملا کر تئیس رکعتیں ہیں۔

"والذی استقر عليه الامر واشتهر من الصحابة والتابعين
ومن بعد هم هو العشرون وما روی انها ثلث وعشرون
فبحساب الوتر معها"
(اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵)

﴿۵۱﴾ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ متوفی ۱۱۷۶ھ فرماتے ہیں تراویح کی رکعتوں کی تعداد بیس ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے سارے سال میں محسنین کے لئے گیارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہیں کیونکہ سارے سال عموماً تہجد آٹھ رکعات اور وتر تین رکعات ادا کئے جاتے ہیں تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ رمضان کے مہینے میں جب ایک مسلمان تشبہ بالملکوت کے سمندر میں غوطہ زن ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کا اس سے دگنی رکعت سے کم حصہ ہو۔

"وعدده عشرون ركعة وذالک انهم راوا النبی ﷺ شرع
لمحسنين احدى عشرة ركعة في جميع السنة فحكموا
انه لا ينبغي ان يكون حظ المسلم في رمضان عند قعده الاقتحام
في لجة التشبه بالملكوت اقل من ضعفها" (حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ ص ۱۸)

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	نمبر شمار نمبر

۶۴

﴿۵۲﴾ علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ فرماتے ہیں تراویح میں بیس رکعات سنتِ مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفاء راشدین نے مداومت کی ہے اگر چہ حضور ﷺ نے مداومت نہیں کی اور پہلے بتایا جاچکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگر چہ اس کا گناہ حضور ﷺ کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ برا کام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کردی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو "بیس رکعت تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنتِ مؤکدہ ہے لہذا بیس رکعات تراویح بھی سنتِ مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہوگا" اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔

"ان مجموع عشرين ركعة فى التراويح سنة مؤكدة
لانه مما واظب عليه الخلفاء وان لم يواظب عليه النبى ﷺ
وعلىٰ آله وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ايضاً لازم
الاتباع وتاركها آثم وان كان اثمه دون اثم تارك السنة
النبوية فمن اكتفى علىٰ ثمان ركعات يكون مسيئا
لتركه سنة الخلفاء وان شئت ترتيبه على سبيل القياس
فقل عشرون ركعة فى التراويح مما واظب عليه الخلفاء
الراشدين وكل ما واظب عليه الخلفاء سنة مؤكدة يأثم
تاركها فينتج عشرون ركعة باثم تاركها ومقدمات هذا
القياس قد اثبتنا ها فى الاصول السابقة "
(تحفة الاخيار فى احياء سنة سيد الابرار ص ۱۲۲)

مذکورہ احادیث، آثار اور اقوال ائمہ مجتہدین سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

﴿۱﴾- آنحضرت ﷺ سے بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی احادیث سے ظاہر ہے اور چونکہ انہیں امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے اس لئے یہ صحیح لغیرہ کے درجے کی احادیث ہیں۔

﴿۲﴾-آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں بھی صحابۂ کرام باجماعت تراویح پڑھتے رہے ہیں

﴿۳﴾-خلفاء راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنھم نے بیس رکعات تراویح پر مواظبت فرمائی اور ان کے دورِ خلافتِ راشدہ میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں، اس لئے تراویح بیس رکعات ہی سنتِ مؤکدہ ہیں۔

﴿۴﴾-حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تراویح کے بیس رکعات ہونے پر اجماع ہوگیا تھا کیونکہ جب آپ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں سب صحابۂ کرام کو جمع کیا تھا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا تو اس وقت کسی نے بھی آپ کے اس فعل کی کسی درجے میں بھی مخالفت نہیں کی تھی، حالانکہ اس وقت انصار ومہاجرین اور آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات بالخصوص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سب موجود تھے، لیکن کسی نے بھی آپ کے اس فعل پر انکار نہیں کیا

﴿۵﴾-جلیل القدر تابعین وتبع تابعین بھی اکثر تراویح بیس رکعات ہی پڑھتے پڑھاتے رہے۔

﴿۶﴾-ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام مالک رحمہم اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل تھے۔

﴿۷﴾-خیر القرون کے دور میں عہدِ فاروقی سے لے کر اب سے کچھ پہلے تک تمام مسلمانان عالم کم از کم بیس رکعتوں کے قائل تھے، اور مشرق ومغرب میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی رہیں مراکز اسلام میں سے مدینہ طیبہ میں خلفاء راشدین حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنھم کے دورِ خلافت میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں دورِ خلافت راشدہ کے بعد بھی کم از کم بیس پر عمل رہا اس سے زیادہ تو پڑھی گئیں لیکن اس سے کم نہیں آج بھی مدینہ منورہ میں تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، مکہ مکرمہ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کے زمانہ تک تراویح بیس رکعات پڑھی پڑھائی جاتی تھیں (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) حضرت عطاءؒ کی وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی، حضرت ابن ابی ملیکہؒ جن کی وفات ۱۱۷ھ میں ہوئی وہ یہاں تراویح بیس رکعات ہی پڑھاتے تھے (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر مکہ

نمبر شمار	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعات ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ چونکہ خود بیس کے
قائل تھے اس لئے ان کے بعد مکہ مکرمہ اور اس کے علاوہ ہر جگہ جہاں جہاں ان کے متبعین تھے سب بیس پڑھا
کرتے تھے آج بھی مکہ مکرمہ میں بیس رکعات تراویح پر ہی عمل جاری وساری ہے۔
کوفہ اور بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے بیس رکعات تراویح پڑھی پڑھائی جاتی تھیں۔ خود
حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تراویح بیس رکعات پڑھتے تھے۔ (جیسا کہ پہلے گزر
چکا ہے)۔ کوفہ میں حضرت حارث اعورؒ متوفی ۶۵ھ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں وہ
بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے نیز حضرت علی بن ربیعہؒ جو حضرت علی اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما
کے شاگرد تھے وہ بھی بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا
ہے، امام کوفہ حضرت سفیان ثوری جن کی وفات ۱۶۱ھ میں ہوئی وہ بھی بیس رکعات کے قائل تھے۔ حضرت
امام ابوحنیفہؒ جن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی وہ خود بیس رکعات کے قائل تھے ان کے بعد کے تمام متبعین کا عمل
بیس پر رہا۔
بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۳۵ھ میں ہوئی وہ بھی بیس رکعات کے قائل تھے
جیسا کہ ابن رشد مالکیؒ کے بیان سے ظاہر ہے۔
خراسان میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ جن کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی ہے وہ بھی بیس رکعات ہی کے قائل تھے
تیسری صدی کے وسط سے پہلے ہی ائمہ اربعہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد
بن حنبلؒ اپنی اپنی فقہ کی اپنے شاگردوں کو تعلیم دے کر دنیا سے رخصت ہو گئے تھے اور ان کے فقہی مسالک کی اشاعت اور ان پر
عمل شروع ہو چکا تھا، جو آج تک جاری ہے، تقریباً ہر صدی کے فقیہ نے کم از کم بیس رکعات ہی کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور فقہاء کرام
وبزرگانِ دین کے اقوال آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے جن میں چھٹی صدی ہجری کے فقیہ وبزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلیؒ
اور حضرت امام غزالی شافعیؒ دونوں نے تراویح بیس رکعات ہی بتلائی ہیں آٹھویں صدی ہجری میں علامہ ابن تیمیہؒ بیس رکعات
ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ دسویں صدی ہجری میں علامہ ابن نجیمؒ مصر کے اندر یہ تذکرہ کر رہے ہیں کہ مشرق ومغرب پورے عالم
میں ہر جگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں، گیارہویں صدی میں حضرت علامہ علاؤالدین حصکفیؒ شام میں اور
حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ہندوستان میں بیس رکعات ہی بتلاتے ہیں۔ بارہویں صدی ہجری میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ

اللہ علیہ ہندوستان میں بیس رکعات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں اوران کے تمام خاندان کا اسی پر عمل ہے۔

تیرہویں صدی ہجری کے وسط میں علامہ ابن عابدین شامیؒ ملک شام میں تذکرہ کرتے ہیں کہ اب تک مشرق ومغرب میں ہرجگہ تراویح بیس رکعات ہی پڑھی پڑھائی جاتی ہیں اور حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ ہندوستان میں بیس رکعات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اب ان حضرات کے دلائل ذکر کیے جاتے ہیں جو آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں اوران کے جوابات بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۱) - ان کی پہلی دلیل حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمنؒ نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی، فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کہ کتنی حسین اور طویل ہوتی تھیں، پھر تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟، آپ نے فرمایا اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سال عائشة كيف كانت
صلوٰة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان فقالت
ما كان يزيد فى رمضان و لا فى غيره على احدى عشرة
ركعة يصلى اربعاً فلا تسال عن حسنهن و طولهن ثم يصلى
اربعاً فلا تسال عن حسنهن و طولهن ثم يصلى ثلاثاً. فقلت
يا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عينى تنامان
و لا ينام قلبى . (البخارى ۱۵۴ ج ۱ ص ۲۶۹ باب فضل
من قام رمضان ، ص ۵۰۴ ، صحيح المسلم ج ۱ ص ۲۵۴
، باب صلواة الليل و عدد ركعات النبى ﷺ فى الليل)

لیکن یہ حدیث آٹھ رکعات تراویح کے بارے میں صریح نہیں، کیونکہ (۱) اس حدیث میں رمضان وغیر رمضان، ہمیشہ

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی

گیارہ رکعات پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے نہ کہ رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں۔

﴿۲﴾-محدثین کے نزدیک یہ حدیث قیام رمضان (تراویح) سے متعلق نہیں، چنانچہ وہ اس حدیث کو قیام رمضان کے بجائے تہجد کے ابواب میں نقل کرتے ہیں، چنانچہ مسلم ج۱ص۵۰۹ حدیث:۷۳۸،ابوداؤد ج۱ص۲۰۲ حدیث:۱۳۳۵،ترمذی ج۱ص۹۹ باب ماجاء فی وصف صلاۃ النبی ﷺ باللیل،نسائی ج۱ص۱۵۴،صحیح ابن خزیمہ ج۲ص۱۹۲،مؤطاامام مالک ص۱۰۳باب صلاۃ النبی ﷺ فی الوتر ان حضرات نے اس حدیث کو تہجد کے ابواب میں ذکر کیا ہے،امام محمد بن نصر مروزیؒ نے اپنی مشہور کتاب ''قیام اللیل'' میں قیام رمضان کا باب باندھا ہے اور تعداد رکعات بیان کرنے کیلئے بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں مگر حضرت عائشہؓ کی حدیث زیر بحث نہیں نقل کی اور جناب مقریزیؒ نے اپنی کتاب مختصر قیام اللیل للمقریزی ص۸۲، پر حضرت عائشہؓ کی زیر بحث حدیث: باب عدد صلوۃ النبی ﷺ باللیل: کے تحت ان الفاظ سے ذکر کی: حدثنا یحیی عن مالک ... عن عائشۃؓ ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی باللیل احدی عشرہ رکعۃ یوتر منھا بواحدۃ (قیام اللیل للمقریزی، ص ۸۲ المکتبۃ الاثریۃ) گویا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح سے متعلق نہیں۔علامہ ابن قیمؒ نے بھی زادالمعاد ج۱ص۳۲۵ پر قیام اللیل (تہجد) میں ہی اسے نقل کیا ہے شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اسے تہجد سے ہی متعلق مانا ہے۔

﴿۳﴾-ائمہ مجتہدین ائمہ اربعہ میں سے کسی نے بھی اس حدیث سے آٹھ تراویح مراد نہیں لیں ورنہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی نہ کوئی امام تو آٹھ رکعات تراویح کا قائل ہوتا حالانکہ ائمہ اربعہ میں سے کوئی امام بھی آٹھ رکعات تراویح کا قائل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے ترمذی شریف میں تراویح کی تعداد کے متعلق مختلف اقوال ذکر کیے لیکن آٹھ رکعات کے متعلق کوئی قول ذکر کرنا تو درکنار اشارہ تک نہیں کیا۔

﴿۴﴾-اس حدیث میں گیارہ رکعات تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ جبکہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تین دن جو تراویح پڑھی تھیں وہ جماعت کے ساتھ پڑھی تھیں۔ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نہیں تہجد سے ہے۔

﴿۵﴾-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوسلمہؒ کا سوال حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز کی کیفیت سے متعلق تھا تعداد سے متعلق نہیں تھا۔یعنی حضرت ابوسلمہؒ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیا تھا کہ یہ بتایئے آنحضرت ﷺ رمضان المبارک میں جو رات کو نماز پڑھتے تھے اس کی کیا کیفیت تھی؟ کیا انداز تھا؟ چنانچہ حضرت عائشہ

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر کا نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب

رضی اللہ عنہا نے آپ کی رات کی نماز میں معمول کی رکعات ذکر کر کے نماز کی کیفیت بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کی نماز کی عمدگی اور
اچھائی کا کیا ذکر وہ تو پوچھو ہی مت، اگر حضرت ابو سلمہؓ کا سوال نماز کی رکعات کی تعداد کے متعلق ہوتا تو اول تو وہ لفظ کم سے
سوال کرتے کیونکہ عدد مقولہ کم سے ہے نہ کہ کیف سے دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں انکے سوال کے مطابق
تعداد رکعات بتلا کر بس کر دیتیں آگے یہ نہ فرماتیں کہ ان کے حسن اور درازی کا تو سوال ہی نہ کر۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا
ہی کہ ان کے حسن و درازی کا تو سوال ہی نہ کر یہ بتلا رہا ہے کہ ابو سلمہؓ کا سوال کیفیت ہی کے بارے میں تھا تعداد کے بارے میں
نہیں یہی وجہ ہے کہ امام محمد بن نصر مروزیؒ نے اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے۔ ''باب عدد
الرکعات التی یقوم بھا الامام للناس فی رمضان'' یعنی یہ باب ان رکعات کی تعداد کے بیان میں ہے جو امام لوگوں کو
رمضان المبارک میں پڑھائے گا۔

اس باب میں امام محمد بن نصر مروزیؒ تراویح کی رکعات کی تعداد بتانے کے لئے بہت سی روایتیں لائے ہیں، لیکن حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا لانا تو درکنار اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے علم و تحقیق
میں بھی اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں

﴿۶﴾- بہت سے آثارِ صحیحہ سے ثابت ہے (جیسا کہ پہلے گذرا) کہ خلفاء راشدین کے دور میں تراویح بیس رکعات
پڑھی، پڑھائی جاتی رہیں اس زمانہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں اگر آپ کی مذکورہ حدیث میں تراویح کا ذکر ہوتا تو
ناممکن تھا کہ وہ خاموشی سے مسجد نبوی علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں بیس تراویح پڑھتے پڑھاتے دیکھتی رہتیں اور یہ نہ کہتیں کہ
آنحضرت ﷺ تو آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے تم لوگ بیس رکعات کیوں پڑھتے ہو لیکن کسی بھی صحیح یا ضعیف حدیث سے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے علاوہ کسی بھی صحابی کا بیس رکعات پڑھنے والوں کو روکنا یا ان پر اعتراض کرنا ثابت نہیں۔ یہ
اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا تراویح سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿۷﴾- بہت سے اہل علم نے اس حدیث کو مضطرب قرار دیا ہے، چنانچہ امام قرطبیؒ نے کہا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی روایت
بہت سے اہل علم کے لئے مشکل ثابت ہوئی، یہاں تک کہ ان میں سے بعض نے اسے اضطراب کی طرف منسوب کیا ہے۔ (عمدۃ
القاری ج ۷، ص ۱۸۷)

بہر حال اس حدیث سے تو تراویح آٹھ رکعتیں ثابت نہ ہوسکیں، ہاں! دو روایتیں ضرور ہیں جن سے صراحت کے ساتھ

تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۳۰

آ ٹھ رکعتیں معلوم ہوتی ہیں مگر وہ دونوں روایتیں بھی حد درجہ ضعیف ہیں لہٰذا قابل استدلال نہیں۔

پہلی روایت:

صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۳۸، قیام اللیل للمقریزی ص ۹۶ اور معجم صغیر ج ا حدیث: ۵۲۵ میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔

صلی بنا رسول الله صلی الله علیه و سلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان المبارک میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھائی۔

لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تراویح تین رات پڑھائی، اس کے بعد تشریف نہیں لائے۔ اور حضرت جابرؓ کی اس روایت میں آگے صرف ایک رات پڑھنے اور دوسری رات نہ نکلنے کا ذکر ہے جیسا کہ اسی روایت میں آگے یوں مذکور ہے۔

فلما کان من القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج الینا فلم نزل فی المسجد حتی اصبحنا فدخلنا علی رسول ﷺ. فقلنا له: یا رسول الله رجونا ان تخرج الینا فتصل بنا، فقال: (انی کرهت ان یکتب علیکم الوتر.)
(صحیح ابن خزیمه ص ۱۳۸ ج ۲، معجم صغیر ج ۱ حدیث: ۵۲۵)

پس اگلی رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہوئے اس امید پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے پس ہم صبح تک وہیں رہے، (صبح کے وقت) ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! ہمیں امید تھی کہ آپ نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائیں گے، آپ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔

اور میزان الاعتدال میں لیلۃ (ایک رات) کی تصریح بھی ہے، لہٰذا متعین نہیں کہ یہ انہیں تین راتوں میں سے کسی رات کا واقعہ ہے، چنانچہ شارح بخاری حافظ ابن حجرؒ اس روایت کو انہیں تین راتوں میں سے کسی رات کا واقعہ قرار دینے میں متردد ہیں۔
(فتح الباری ص ۱۲ ج ۳)

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب

سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس روایت کے تین تین راوی ضعیف اور مجروح ہیں چنانچہ یہ حدیث درج ذیل دو سلسلہ سند سے آتی ہے۔

﴿١﴾۔اسحٰق ۔ابوالربیع ،یعقوب قمی ۔عیسی بن جاریہ۔ جابر بن عبداللہؓ

﴿٢﴾۔محمد بن حمید رازی، یعقوب قمی ۔عیسی بن جاریہ۔ جابر بن عبداللہؓ

یہی دو سلسلۂ سند ہر جگہ ملے گا خواہ صحیح ابن خزیمہ ہو یا محمد بن نصر مروزیؒ کی قیام اللیل یا کوئی اور کتاب ہو جس میں یہ روایت درج ہو۔

سب سے پہلے دونوں سندوں میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے اس روایت کو نقل کرنے کا جو شخص دعویدار ہے وہ ہے عیسیٰ بن جاریہ اور عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق خود صحیح ابن خزیمہ کے ہی حاشیہ پر ہے۔

عیسیٰ بن جاریہ فیه لین (صحیح ابن خزیمہ ص ١٣٨ ج ٢) عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے

جب عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ثابت ہوگئی تو یہ پوری روایت ہی کمزور ہوگئی کیونکہ دونوں سندوں سے اس حدیث کا دارو مدار عیسیٰ بن جاریہ پر ہی تھا، یہ تو عیسیٰ بن جاریہ کے متعلق صحیح ابن خزیمہ کے محشی کی رائے تھی اب دیگر ائمہ جرح وتعدیل کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں: لیس بذاک ،عنده مناکیر :وہ قوی نہیں ہے اس کے پاس متعدد منکر روایتیں ہیں۔

امام ابوداؤد کہتے ہیں منکر الحدیث (وہ منکر الحدیث ہے) امام نسائی فرماتے ہیں متروک (وہ متروک الحدیث ہے، اسکی حدیثیں نہیں لی جاتیں)۔

ساجیؒ اور عقیلیؒ کہتے ہیں: ضعفاء میں شامل ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں (یعنی شاذ ومنکر ہیں)۔

(میزان الاعتدال ج ٢ ص ٣١١، تہذیب التہذیب ج ٨ ص ٢٠٧)۔

یہ کل سات ائمہ ہیں جنہوں نے عیسیٰ بن جاریہ پر شدید جرحیں کی ہیں، یہی نہیں بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے بھی تہذیب ج ٨ ص ٢٠٧ پر عیسیٰ بن جاریہ کو لین الحدیث کہا ہے اور علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال ج ٢ ص ٣١١ پر عیسیٰ بن جاریہ کو منکر حدیثوں کی مثال میں یہی حدیث پیش کی ہے۔

یہ تو پہلے راوی عیسیٰ بن جاریہ کا حال تھا، اس کے بعد دونوں ہی سندوں میں ایک اور نام ہے وہ ہے یعقوب قمی کا نام۔ اس کے متعلق امام دارقطنی فرماتے ہیں: (لیس بقوی) وہ قوی نہیں ہے (میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۵۲)۔

دوسری سند میں یعقوب قمی سے پہلے ایک نام محمد بن حمید رازی کا ہے اس کے متعلق امام ذہبی کہتے ہیں:

ھو ضعیف وہ ضعیف ہے۔

یعقوب بن شیبہؒ کہتے ہیں کثیر المناکیر بہت منکر احادیث بیان کرتا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: فیہ نظر اس میں نظر (اعتراض) ہے۔

ابوزرعہؒ کہتے ہیں: وہ جھوٹا ہے کذبہ ابو زرعہ.

اسحٰق کہتے ہیں اشھد انہ کذاب، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔

صالح جزرہؒ کہتے ہیں: فی کل شیء یحدثنا ما رایت اجرا علی اللہ منہ کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضہ علی بعض. (ہر چیز کے بارے میں حدیثیں بیان کرتا ہے اللہ پر اس سے زیادہ جری شخص میں نے نہیں دیکھا لوگوں کی حدیثوں کو بدل دیتا ہے)۔

ابن خراش کہتے ہیں: کان واللہ یکذب خدا کی قسم وہ جھوٹا ہے۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بثقة وہ معتبر نہیں ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲۰)

غور کی بات یہ ہے کہ جس حدیث کی سند میں تین تین ضعیف راوی موجود ہوں، اس حدیث کا درجہ کیا رہا۔

بلوغ المرام میں بھی یہ روایت موجود ہے مگر اس میں رکعتوں کا ذکر ہی نہیں۔

دوسرا اضطراب یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ فقلنا یا رسول اللہ رجونا ان تخرج فتصلی بنا فقال انی کرھت او خشیت ان یکتب علیکم الوتر. (بلوغ المرام حدیث: ۳۶۲، صحیح ابن خزیمہ۔ ج ۲ ص ۱۳۸)

ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ: ہمیں امید تھی کہ آپ نکلیں گے اور ہمیں نماز پڑھائینگے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر وتر فرض نہ ہو جائے۔

گویا وتر فرض ہو جانے کے خوف سے آنحضرت ﷺ باہر تشریف نہیں لائے، جبکہ احادیث صحیحہ سے قیام رمضان (تراویح) فرض ہو جانے کے خوف سے تشریف نہ لانا منقول ہے۔ خود ابن خزیمہؒ نے اس حدیث کا عنوان یوں قائم کیا باب ذکر دلیل

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب

بان الوتر لیس بفرض (اس بات کی دلیل کہ وتر فرض نہیں ہے) صحیح ابن خزیمہ ج ۲ص ۱۳۸۔

آٹھ رکعات تراویح کی دوسری روایت:

حضرت جابرؓ کی ہی دوسری روایت اس طرح ہے۔ابی بن کعبؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ؛ رمضان کی گزشتہ رات مجھ سے ایک بات ہوگئی، آپ نے فرمایا وہ کیا اے ابی؟ جواب دیا میرے گھر کی عورتوں نے مجھ سے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، تو ہم بھی آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھیں گیں، چنانچہ میں نے ان کو آٹھ رکعات پڑھائیں اور وتر بھی پڑھائی اس کے بعد یہ الفاظ ہیں (فسکت عنه وكان شبه الرضاء) جس کا ترجمہ یہ ہے پس آپ نے ان سے سکوت کیا اور وہ بات رضامندی کے مشابہ تھی (ابویعلی ج ۳ حدیث:۱۸۰۱، قیام اللیل للمقریزی ۹۴)

قیام اللیل ص ۲۴۱ علامہ مروزی نے اس کی سند نقل کی ہے، اس میں بھی وہی خرابی ہے جو پہلی روایت میں ہے، یعنی اس کے سلسلہ سند میں بھی عیسیٰ بن جاریہ موجود ہے لہذا محدثین کے نزدیک ضعیف، متروک، منکر الحدیث اور غیر معتبر ہونے کی وجہ سے یہ روایت بھی قطعاً قابل استدلال نہیں، اس کے علاوہ یعقوب قمی بھی ہے، جس نے اس روایت کو مزید ضعیف بنادیا۔

آٹھ رکعات تراویح کے قائلین کا ایک اور استدلال اور اس کا جواب

یہ حضرات دعوی کرتے ہیں کہ تراویح آٹھ رکعات مسنون ہے اور اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں یعنی وتر سمیت گیارہ رکعات

مالک عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انه
قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیما الداری
ان یقوما للناس باحدی عشرة رکعة .

لیکن یہ روایت اضطراب کا شکار ہے جس کی وجہ سے یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ مذکورہ روایت میں

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والا راوی محمد بن یوسف ہیں اور محمد بن یوسف کے پانچ شاگرد ہیں جو ان سے یہ روایت نقل کررہے ہیں (۱) امام مالکؒ (۲) یحیی بن قطانؒ (۳) عبدالعزیز بن محمدؒ (۴) ابن اسحاقؒ (۵) عبدالرزاق کے استاذؒ

اور عجیب بات یہ ہے امام مالکؒ سمیت جناب محمد بن یوسفؒ کے پانچوں تلامذہ کا آپس میں اختلاف ہے ایک دوسرے سے الگ الگ صورتحال نقل کرتے ہیں

(۱)...... چنانچہ اسی مذکورہ روایت کو محمد بن یوسفؒ سے نقل کرنے والے ان کے شاگرد امام مالک ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں، اس حکم پر عمل ہوا، یا نہیں، کوئی تفصیل نہیں

(۲)...... دوسرے شاگرد: یحیی بن قطان والی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داریؓ پر لوگوں کو جمع کیا۔ پس وہ دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے، اس میں اس بات کا ذکر نہیں کہ وہ دونوں گیارہ رکعات از خود پڑھتے تھے یا حضرت عمرؓ نے گیارہ رکعات پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

(۳)...... تیسرے شاگرد عبدالعزیز بن محمدؒ نے محمد بن یوسفؒ سے یوں روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہم گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ اس میں نہ حضرت عمرؓ کا حکم ذکر ہے، نہ ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کا۔

(۴)...... محمد بن یوسفؒ کے چوتھے شاگرد ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ اس روایت میں اولاً تو گیارہ کے بجائے تیرہ کا ذکر ہے لیکن نہ حضرت عمرؓ کے حکم کا ذکر ہے اور نہ ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کا کوئی تذکرہ ہے۔

(۵)...... محمد بن یوسفؒ کے پانچویں شاگرد عبدالرزاق کے استاد ہیں ان کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اکیس رکعات کا حکم دیا تھا، یعنی نہ گیارہ نہ تیرہ بلکہ اکیس کا ذکر ہے۔ (بحوالہ رکعات تراویح مصنفہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی)

اب ایک طرف سائب بن یزیدؓ سے روایت کرنے والے راوی محمد بن یوسفؒ کے پانچوں شاگردوں کا اختلاف ہے اور دوسری طرف سائب بن یزیدؓ سے نقل کرنے والے دوسرے راوی یزید بن خصیفہ بھی ہیں ان کی روایت ملاحظہ ہو،

انبا ابن ابی ذئب عن یزید بن خصیفه عن السائب
بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب
رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة.

ترجمہ: ابن ابی ذئبؒ، یزید بن خصیفہؒ سے وہ سائب بن یزیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہد خلافت میں رمضان المبارک میں بیس رکعات پڑھتے تھے،

حوالہ جات: (بیہقی ج ۲ ص ۴۹۶، معرفۃ السنن والاثار ج ۴ ص ۴۲، مختصر قیام اللیل للمقریزی ص ۹۵، ارشاد الساری شرح البخاری ج ۳ ص ۵۷۸، شرح المہذب ج ۴ ص ۳۲، ۳۳، اوجز المسالک ج ۲، ص ۳۰۵)

متعدد حفاظ محدثین کرام نے اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے، علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب ''خلاصہ'' میں، محدث ابن العراقیؒ نے ''شرح التقریب'' میں علامہ سیوطیؒ نے ''المصابیح'' میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے

(اوجز المسالک ج ۲ ص ۳۰۵، حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۱، اعلاء السنن ج ۷ ص ۶۰)

یزید بن خصیفہ کی اس مذکورہ روایت میں یہ ذکر ہے کہ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح کا صاف وصریح بیان موجود ہے، اسی طرح یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یزید بن خصیفہ سے اس روایت کو ان کے دو شاگردوں نے نقل کیا ہے ابن ابی ذئب اور محمد بن جعفر نے اور ان دونوں حضرات کے بیان میں کوئی تضاد نہیں، دونوں متفق اللفظ ہوکر روایت کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ یزید بن خصیفہؒ نے اور ان سے ان کے استاذ سائب بن یزیدؓ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

ان حالات میں محمد بن یوسفؒ کے پانچ شاگردوں کی مختلف البیان ومشکوک روایت کے مقابلے میں، یزید بن خصیفہؒ کے دونوں شاگردوں کی متفق اللفظ اور بے غبار روایت کو ہی مدار استدلال بنانا عین انصاف ہے۔

یزید بن خصیفہؒ کی روایت کو کئی محدثین نے صحیح قرار دیا ہے، جبکہ محمد بن یوسفؒ کی گیارہ رکعات والی روایت کو علامہ ابن عبدالبرؒ نے شرح موطا میں راوی کا وہم قرار دیا ہے۔

قال ابن عبد البرؒ هذه الروایة وهم والذی صح انهم
کانوا یقومون علی عهد عمر بعشرین رکعة.

ترجمہ: ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت راوی کا وہم ہے اور صحیح وہی روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ لوگ خلافت فاروقی میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

بعض حضرات نے تاویل کرکے اسے صحیح بھی کہا ہے تو یوں کہا ہے کہ اول مع وتر گیارہ تھیں بعد میں بیس کا حکم دیا اور وہی منتقلاً متعین ہوکر متفق علیہ ہوگیا۔ (تحفۃ الاخیار ص ۱۰۰)

نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

عہدِ فاروقی میں تراویح کی بیس رکعتوں پر دلالت کرنے والی روایات کثرت سے ہیں ان کے مقابلے میں صرف ایک روایت ہے وہ بھی شاذ و مضطرب، جس میں بیس کی بجائے گیارہ کا تذکرہ ہے، کیسے قابل استدلال ہوسکتی ہے جبکہ خود اسی استاد (سائب بن یزیدؓ) کا دوسرا شاگرد (یزید بن خصیفہؒ) اپنے استاد سے بیس کی ہی روایت نقل کررہا ہو اور اس میں کسی قسم کا نہ شذوذ ہو اور نہ اضطراب بلکہ کثیر روایات اس کی تائید میں موجود ہوں اور خود موطا امام مالک میں ہی امام مالکؒ کی یہ روایت بھی موجود ہے۔

مالک عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون

فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ ،

(موطا امام مالک ج ۱ ص ۹۸)

ترجمہ: امام مالکؒ یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ (صحابہؓ و تابعینؒ) خلافتِ فاروقی میں رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ (بحوالہ رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۳۴۰، ۳۴۱)

علاوہ ازیں اگر بالفرض ان مذکورہ بالا ضعیف حدیثوں سے آٹھ رکعات ثابت بھی ہو جائیں تو عرض یہ ہے کہ دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ نماز ساری رات پڑھائی تھی اور صبح صادق کے قریب فراغت ہوئی تھی۔ اور فقہائے احناف بھی یہ بات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص آٹھ رکعات ہی میں ساری رات گذار دے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ آٹھ رکعت بیس کے قائم مقام ہونگی۔

آٹھ رکعات کی لے دے کے یہی روایتیں تھیں یعنی روایت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی دو روایتیں، اور حضرت سائب بن یزیدؓ کی روایت ان سے تراویح کی آٹھ رکعتوں کا ثابت نہ ہونا بالکل واضح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

احقر عبدالواحد سرگودھوی عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۹/ربیع الثانی/۱۴۲۴ھ

الجواب صحیح

اصغر علی ربانی

۳۰ ربیع الثانی ۱۴۲۴

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ لہ

۳۰/۴/۱۴۲۴ھ

تبویب | مضمون سوال وجواب | ص ۲۶ | نام وپتہ مستفتی | تاریخ نقل و روانگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قابل احترام جناب مفتی عبدالرؤف صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض خدمت ہے کہ ہمارے ایک قاری صاحب ہیں ... حدیث سے ثابت ... اپنے طور پر ... ہمارے ساتھ الحمد اللہ ... اس بات پر ... سنت تراویح 8 ہیں ... سے ثابت کر کے دیتا ہوں۔ اب ہم آپ سے ... 8 تراویح حدیث ... درخواست ہے کہ آپ اس مسئلے کو ... مہربانی فرما کر ... ہم آپ کے بہت بہت شکر گزار ہوں گے ... احسان ہوگا

P.T.O

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ، سلف صالحین اور علماء امت رحمہم اللہ کا تراویح کی بیس رکعات پر عمل رہا ہے، اور احادیث و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی بیس (۲۰) رکعات تراویح ثابت ہوتی ہیں نیز ائمہ اربعہ سمیت امت کے تمام جلیل القدر محدثین، فقہاء امت، علماء کرام اور بزرگان دین اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کی بیس (۲۰) رکعت ہیں بلکہ امام مالک رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر چھتیس (۳۶) رکعات پڑھی جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔ چند احادیث، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ بطور نمونہ درج

عنوان	تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

کما فی مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۳۹۴ وایضا فی التعلیق الحسن: ۲/۵۲

"حدثنا یزید بن ھارون قال اخبرنا ابراھیم بن عثمان عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر"

(۲) حافظ حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی نے امام رافعی کے واسطے سے نقل فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہے بلکہ بیس رکعت تراویح جماعت کے ساتھ بھی پڑھائی البتہ جماعت کا اہتمام رمضان کے تمام ایام میں نہیں فرمایا تاکہ جماعت تراویح امت پر لازم وفرض نہ ہو جائے اور امت کے لئے [illegible]

قال فی تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر: ۲/۵۰۹

"۵۴۰ حدیث: انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعۃ لیلتین فلما کان فی اللیلۃ الثالثۃ اجتمع الناس فلم یخرج الیھم ثم قال من الغد: "خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقوھا"

(۳) حضرت سائب بن یزید نے فرمایا: صحابہؓ وتابعینؒ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

کما فی السنن للبیھقی: ۲/۴۹۶ وایضا فی التعلیق الحسن: ۲/۵۴

"عن یزید بن خصیفہ عن سائب ابن یزید قال: کانوا یقومون علی عھد عمر بن الخطاب فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ"

(۴) بخاری ومسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عبد قاری کی سند سے نقل کیا ہے کہ رمضان کی ایک شب کو میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین متفرق جماعتوں میں نماز پڑھ رہے ہیں کوئی اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے اور کوئی امام بنا ہوا ہے کچھ صحابہ اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سب کو ایک امام پر جمع کر دوں تو بہت بہتر اور افضل ہو، چنانچہ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر فرمایا اور سب کو ایک امام پر یعنی حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ کی امامت پر جمع فرما دیا۔

کنز العمال میں ہے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یعنی صحابہؓ وتابعینؒ کو بیس رکعت پڑھائی۔

فی الجامع الصحیح للبخاری: ۱/۲۶۹ باب فضل من قام رمضان

"عن عبدالرحمن ابن عبدالقاری انہ قال خرجت مع عمر ابن الخطاب لیلۃ فی رمضان المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلوتہ الرھط فقال عمر انی اری لو جمعت ھؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی بن کعب ثم خرجت

(حاشیہ: نماز تراویح باعتبار ثبوت [illegible] از بیس [illegible])

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر	تاریخ	نام و پتہ	مضمون سوال و جواب	تبویب

معہ لیلۃ اخری والناس یصلون الصلوٰۃ قارئہم الخ

وفی کنز العمال : ص ۲۸۴

" فصلی بہم عشرین رکعۃ

⑤ — حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ) کو رمضان المبارک میں بیس رکعات (تراویح) پڑھاتے تھے اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

کما فی مصنف ابن ابی شیبہ و ایضاً فی آثار السنن ۲/۵۵

" عن عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ قال : کان ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یصلی بالناس فی رمضان بالمدینۃ عشرین رکعۃ و یوتر بثلاث "

⑥ — حضرت یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں تئیس ۲۳ رکعات (بیس ۲۰ تراویح اور تین ۳ وتر کی) پڑھا کرتے تھے۔

فی مؤطا امام مالک ص ۴۰ و ایضاً فی السنن للبیہقی : ۲/۴۹۶

" عن یزید بن رومان انہ قال : کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ "

⑦ — حضرت عبدالرحمٰن بن السلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں حضرات قراء کو بلایا اور ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعات پڑھائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ خود وتر پڑھایا کرتے تھے۔

کما فی معرفۃ السنن للبیہقی : ص ۴۷۴ و ایضاً فی السنن الکبریٰ لہ : ۲/۴۹۶

" عن عبدالرحمٰن بن السلمی ان علیا دعا القراء فی رمضان فامر رجلا ان یصلی بالناس عشرین رکعۃ و کان علیا یوتر بہم "

⑧ — عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس ۲۰ رکعت (تراویح) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

فی عمدۃ القاری شرح الجامع الصحیح للبخاری : ۱۱/۱۲۷

" قال الاعمش ان عبداللہ بن مسعود کان یصلی عشرین رکعۃ و یوتر بثلاث "

⑨ — حضرت محمد بن کعب القرظی نے فرمایا: لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ماہ رمضان المبارک میں بیس ۲۰ رکعت (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔

فی قیام اللیل : ص ۹۱

" قال محمد بن کعب القرظی : کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان عشرین رکعۃ "

⑩ — جلیل القدر تابعی مفتی مکہ مکرمہ حضرت عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا میں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو ۲۳ رکعات پڑھتے ہوئے پایا

فی المصنف ابن ابی شیبہ والقاضی فتح الباری: ۴/ ۲۱۹ وآثار السنن: ۱/ ۵۵
"قال عطاء بن ابی رباح: ادرکت الناس وھم یصلون ثلاث وعشرین رکعۃ بالوتر واسنادہ حسن"

(۱۱) ــــ حضرت ابو الخطیب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (مشہور تابعی) حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ تعالیٰ رمضان میں ہماری امامت کیا کرتے تھے اور ہمیں پانچ ترویحات یعنی بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

کما فی السنن للبیہقی: ۲/ ۴۹۶
"عن ابی الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ قال: کان یؤمنا سوید بن غفلہ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ"

(۱۲) ــــ حضرت فاروق اعظم رض کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ ابن عمر رض کے خصوصی شاگرد حضرت نافع رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن ابی ملیکہ رمضان المبارک میں ہمیں بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے۔

فی آثار السنن: ۲/ ۵۶
"قال نافع: کان ابن ابی ملیکہ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعۃ (اسنادہ حسن)"

(۱۳) ــــ امام حماد حضرت ابراھیم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب لوگ (صحابہ رض تابعین رحمہ اللہ وتبع تابعین رحمہ اللہ) رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) ہی پڑھا کرتے تھے۔

فی کتاب الآثار للامام ابی یوسف رحمہ اللہ ص ۴۱
"عن حماد عن ابراھیم ان الناس کانوا یصلون خمس ترویحات فی رمضان"

(۱۴) ــــ حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ربیعہ (جو کبار تابعین سے تھے) ہمیں رمضان میں پانچ ترویحات (یعنی بیس تراویح) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

فی مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/ ۳۹۳
"عن سعید بن عبید ان علی ابن ربیعہ کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات ویوتر بثلاث"

(۱۵) ــــ بیہقی میں ہے کہ حضرت شتیر بن شکل رمضان المبارک میں بیس رکعت (تراویح) اور تین وتر کی امامت فرمایا کرتے تھے۔

کما فی السنن للبیہقی: ۲/ ۴۹۶
"عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی رضی اللہ عنہ انہ کان یؤمھم فی رمضان بعشرین رکعۃ والوتر بثلاث وفی ذالک قوۃ"

(۱۶) ــــ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ جو صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے مشہور امام ہیں اپنی کتاب ترمذی شریف میں بیان فرماتے ہیں: اکثر اہل علم اس پر ہیں کہ حضرت علی مرتضی رض اور

تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاوی	نمبر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سمیت دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جو یہ مروی ہے کہ ان حضرات نے بیس رکعت (تراویح) پڑھی ہے یہی قول حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ اور ابن المبارک اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اپنے شہر مکہ مکرمہ میں لوگوں کو بیس رکعت ہی پڑھتے ہوئے پایا۔

کما فی السنن للترمذی رح: ۱/۱۶۶

"واکثر اہل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرہما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ وہو قول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی رح وقال الشافعی رح ہکذا ادرکت ببلدنا بمکۃ یصلون عشرین رکعۃ"

(۱۷) بدایۃ المجتہد میں ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی رح، حضرت امام احمد بن حنبل رح اور داؤد ظاہری اور حضرت امام مالک رح نے اسی بات کو اختیار فرمایا ہے کہ تراویح کی وتر کے علاوہ بیس رکعت ہیں، ابن القاسم بیان کرتے ہیں: حضرت امام مالک رحمہ اللہ وتر کے علاوہ ۳۶ چھتیس رکعت پڑھنے کو پسند فرمایا کرتے تھے

قال فی بدایۃ المجتہد: ۱/۲۱۰

"فاختار مالک فی احد قولیہ وابوحنیفۃ والشافعی رح واحمد وداؤد القیام بعشرین رکعۃ سوی الوتر وذکر ابن القاسم عن مالک انہ کان یستحسن ستا وثلاثین والوتر ثلاث رکعات الخ"

(۱۸) علامہ ابن حجر المکی رح نے فرمایا: تمام صحابہ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں۔

قال فی المرقاۃ:

"قال ابن حجر المکی الشافعی رح اجتمعت الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی ان التراویح عشرون رکعۃ"

(۱۹) فقہ حنبلی کی مشہور کتاب نیل المآرب میں ہے: بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس کی سنیت کی دلیل اجماع ہے۔

قال فی نیل المآرب:

"التراویح سنۃ مؤکدۃ عشرون رکعۃ برمضان والاصل فی مسنونیتہا الاجماع"

(۲۰) علامہ زعفرانی امام شافعی رح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا: میں نے مکہ میں لوگوں کو ۲۳ تیئیس رکعتیں اور مدینہ میں ۳۹ انتالیس رکعتیں پڑھتے ہوئے خود دیکھا ہے

قال فی فتح الباری: ۴/۲۲۰

"عن الزعفرانی عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ رأیت الناس

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	تبویب	عنوان

يقومون بالمدينة بتسع وثلاثين وبمكة بثلاث وعشرين اهـ

(۲۱) ـــــ حضرت ابو الحسناء سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ اپنے مقتدیوں کو بیس رکعت ہی پڑھائے۔

قال فی الجوهر النقی: ۲/ ۴۹۶

"عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء ان علیا رض امر رجلا یصلی بہم عشرین رکعۃ الخ

(۲۲) ـــــ امام محمد غزالی رح احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں: تراویح بیس رکعت ہیں اور اس کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

قال فی احیاء العلوم: ۱/ ۱۳۲

"التراويح وهي عشرون ركعة وكيفيتها مشهورة وهي سنة مؤكدة

(۲۳) ـــــ امام محی الدین نووی رح فرماتے ہیں: تمام مسلمان کا اس پر اتفاق ہے کہ نماز تراویح سنت ہے اور وہ بیس رکعت ہیں۔

قال فی کتاب الاذکار: ص ۸۳

"اعلم ان صلاة التراويح سنة باتفاق المسلمين وهي عشرون ركعة"

(۲۴) ـــــ شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ حضرت ابی ابن کعب رض لوگوں کو رمضان میں تراویح کی بیس رکعت اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے اسی بناء پر اکثر علماء بیس رکعت کو ہی سنت قرار دیتے ہیں کیونکہ حضرت ابی رض حضرات مہاجرین وانصار کی جماعت میں بیس رکعت کا قیام فرماتے تھے اور ان حضرات میں سے کسی نے کبھی ان پر نکیر نہیں فرمائی۔

فی فتاوی ابن تیمیہ رح: ۱/ ۱۸۶

"وقد ثبت ان ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کان یقوم بالناس عشرین رکعۃ فی رمضان ویوتر بثلاث فرای کثیر من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم ينكره منكر"

(۲۵) ـــــ قطب ربانی حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رح فرماتے ہیں: نماز تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور وہ بیس رکعت ہیں۔

قال فی غنیۃ الطالبین: ص ۲۶۷

"صلاة التراويح سنة النبي صلى الله عليه وسلم وهي عشرون ركعة"

(۲۶) فقہ حنبلی کی مشہور کتاب روض المربع (الروض) میں ہے: تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے اس حدیث کی بناء پر جو ابو بکر عبد العزیز نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کی ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے

تبویب

قال فی روض الریاض: وایضا فی فتاوی قاضی خان:

"والتراویح سنة مؤکدة عشرون رکعة بما روی ابوبکر عبد العزیز الشافعی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی شہر رمضان عشرین رکعة"

(۴۷) ——— فقہ حنفی کی مستند ترین کتاب فتاوی شامی میں ہے: تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے کیونکہ اس پر خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہے، اس کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے اور اس کی رکعتیں بیس ہیں یہی جمہور علماء کا قول ہے اور اسی پر شرق و غرب کے مسلمانوں کا عمل ہے

قال فی التحلیة لابن عابدین فی الشامیة: ۱/۵۱۱

"التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین اجماعا بعد صلاة العشاء وهی عشرون رکعة وهو قول الجمهور وعلیه عمل الناس شرقا وغربا"

(۴۸) ——— شیخ احمد رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس زمانہ میں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت ایک کی اور حضرت ابی بن کعب کو امامت کے لئے نامزد فرمایا اس وقت حضرات صحابہ کرام اکثریت موجود تھے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ سب ہی حضرات مہاجرین و انصار موجود تھے کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ سب نے ساتھ دیا، ان کی تائید و موافقت کی اور اسی کو جاری اور رائج کیا اور ہمیشہ پابندی سے پڑھتے رہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی (ان کا شکریہ ادا کیا) اور ان کے لئے دعائے خیر کی اور ان کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے اللہ تعالی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسے انہوں نے ہماری مسجدیں روشن کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میرے طریقہ اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہوں گے ان کے طریقہ کو لازم پکڑو ...... اور تراویح کی بیس رکعت ہیں

فی مجالس الابرار: ص ۱۸۰ فی بیان کیفیة التراویح وفضیلتها:

"والصحابة حینئذ متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلك وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی ..... وهی عشرون رکعة"

واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۵/۱۰/۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف غفر اللہ لہ
۲۷-۱۰-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
محمد عبد اللہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۲۷-۱۰-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح